عرفہ کا روزہ

احکام وفضائل اور بعض شبہات کا ازالہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف
عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

مراجعہ
فضیلۃ الشیخ احمد مجتبی سلفی مدنی

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد
یدمہ نجران سعودی عربیہ

عرفہ کا روزہ: احکام وفضائل اور بعض شبہات کا ازالہ
عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی
۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عرفہ کا روزہ

احکام و فضائل اور بعض شبہات کا ازالہ

تالیف

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

مترجم: اسلامی دعوۃ سینٹر یدمہ، نجران، سعودی عرب

سابق باحث: امام ابن باز اسلامک اسٹڈیز سینٹر انڈیا/ومدرس جامعۃ الإمام ابن تیمیۃ

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

فہرست مضامین ---------- (۳)
تمہید ---------- (۴)
عرفہ و عرفات سے مراد ---------- (۱۰)
عرفہ کی وجہ تسمیہ ---------- (۱۱)
عرفہ کا دن ---------- (۱۲)
یوم عرفہ کے دیگر نام ---------- (۱۲)
عرفہ کے دن کی فضیلت ---------- (۱۳)
عرفہ کے دن کے روزہ کی فضیلت ---------- (۱۵)
عرفہ کے روزے کا حکم ---------- (۱۵)
کیا حاجی مقام عرفات میں روزہ رکھ سکتا ہے؟ ---------- (۱۶)
حاجیوں کے لئے اس دن روزہ نہ رکھنے کی حکمت ---------- (۱۸)
عرفہ کا روزہ اور اختلاف مطالع کا اثر ---------- (۱۸)
عرفہ کے دن کا روزہ اور بعید ممالک ---------- (۲۰)
عرفہ کا دن اور رؤیت والی روایت کا اعتبار ---------- (۲۳)
کیا روایات میں وارد نو ذی الحجہ کا لفظ دنیا کے تمام خطوں کے لئے ہے؟ ---------- (۲۶)
ایام حج اور یوم النحر سے استدلال ---------- (۲۷)
روایات میں وارد "تسع ذی الحجہ کی حقیقت ---------- (۲۹)
بعض شبہات کا ازالہ ---------- (۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

إن الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ باللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ ورَسُولُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلا تَمُوتُنَّ إلا و أنتم مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران :۱۰۲) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء:۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب :۷۰-۷۱) أما بعد:

فإن أحسن الحديث كلام الله و خير الهدي هدي محمد ـ صلى الله عليه و آله و سلم ـ و شر الأمور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم : ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ (النساء: ۵۹)۔

روزہ شریعت اسلامیہ کی نہایت ہی اہم اور اس کی پاکیزہ عبادتوں میں سے ایک ہے جو انسان کی دینی تربیت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے ذہنی، فکری اور بدنی فوائد و ثمرات کی حامل ہے۔ روزہ تقوی، طہارت، تزکیہ اور تربیت و صحت کا عظیم ذریعہ ہے، ایک طرف جہاں اسے ایک ماہ فرض کر کے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو اپنے احکام کا مکلف کیا ہے، وہی دوسری طرف اس کے نوافل کے وسیلے اپنی قربت ورضا کا اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ عاشوراء اور عرفہ کے روزوں کو ایک مسلمان سے سرزد ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ منتشر دنفس کی بے جا خواہشات اور انتشار کو کنڑول کرنے کا ایک بہترین اور کارگر آلہ قرار دیا گیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد خصوصا نوجوانوں کے لئے جن کے پاس شادی کی استطاعت نہیں ہے فرمایا: " **ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء**"(۱) "ایسے لوگ جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کرتا ہے"۔

اسی طرح بعض شرعی مخالفات میں روزہ کو اللہ تبارک وتعالی نے بطور کفارہ متعین کیا ہے جو اس کی اہمیت کو بیان کرتا ہے مثلا: حج میں کی جانے والی بعض غلطیوں پر، حرم میں کسی جانور کے شکار، کسی کو شبہ عمد یا خطا کی بنیاد پر قتل کردینے، ظہار، قسم توڑنے اور رمضان میں دن میں بحالت روزہ بیوی سے جماع کرنے پر۔

(۱) صحیح البخاری/۱۹۰۵ و صحیح مسلم/۱۴۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں اس بات کی وضاحت مناسب ہے کہ مذکورہ ہر نوع کا روزہ بعض امور میں کچھ حد تک یکسانیت کے باوجود اپنی الگ حیثیت وفضیلت کا حامل ہے، انہیں میں عرفہ کے دن کا روزہ ہے جسے اللہ رب العزت نے اس دن کی اہمیت اور اس کی بے شمار فضیلت کے پیش نظر مشروع قرار دیا ہے۔

عصر حاضر میں اختلاف مطالع اور اس سے پیدہ شدہ بعض مسائل کی بنیاد پر عرفہ کے دن کے روزہ کی تاریخ کی تعیین میں کچھ علماء بعض شبہات کے شکار ہیں اور عرفہ کے دن کے روزہ کے دن کی تعیین میں صرف نو ذی الحجہ کے قائل وفاعل ہیں، اس سلسلے میں بنیادی چیز جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ عرفہ کے دن کے روزے کا سبب کیا ہے؟ اور اس کا تعلق دن اور تاریخ سے ہے یا حاجیوں کے کسی مخصوص دن میں شریعت کے ذریعہ مخصوص عمل (یعنی عرفات میں وقوف) سے؟ جب اس چیز کی تعیین ہو جائے گی تو مسئلہ میں کسی التباس کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جائے گی۔

ابتدائے اسلام میں اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ روزہ اسی دن مشروع ہے جس دن حج کے ایک مخصوص دن میں جب کہ حاجیوں کا قیام مکہ کے میدان عرفات میں ہوتا ہے۔ لہذا اس روزہ کی مشروعیت کے لئے یہی اصل اور بنیاد ہے۔ لیکن جب اسلام دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیل گیا اور متنوع مسائل امت کے سامنے درپیش ہوئے تو اس میں بعض وجوہات اور غیر متوفر وسائل کی بنیاد پر امت کے مجتہدین نے اپنے اپنے طور پر دلائل ونصوص اور اسباب ووسائل کی پیش نظر مسائل میں اجتہاد سے کام لے کر امت کی رہنمائی کی۔ لیکن پھر بھی حالات کی تبدیلی اور دلائل ونصوص کی صحیح معرفت وابلاغ کے وقت ان سے رجوع کا راستہ کھلا رکھا، بلکہ شریعت کا یہی مقصود اور مطلوب بھی ہے، مثال کے طور پر رمضان کے روزہ اور عید کے لئے حدیث میں رؤیت ہلال اصل ہے، لیکن دور دراز علاقوں میں ایک ساتھ رؤیت غیر ممکنات میں سے ہے اسی لئے روایات کے مطابق علم یقینی اور شہادت کا باب کھلا ہوا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا صحابہ کرام نے اسی کو اپنایا اور اسی کے مطابق فتوے دئے۔ اب اس ضمن میں وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ وسائل اعلام نے اپنی ایک حیثیت بنالی جس کی وجہ سے اختلاف مطالع اور اتحاد مطالع نے نزاعی صورت اختیار کرلی اور رؤیت اور عدم رؤیت کے باوجود اختلاف واتحاد مطالع نے اپنا رنگ دکھانا شروع کردیا۔

ایک وقت تھا جب وسائل کی قلت کی وجہ سے دوسو چار سو کیلو میٹر کی خبریں بروقت نہیں مل پاتی تھیں اور لوگ اپنے علاقے اور شہر کی رؤیت اور عدم رؤیت پر اعتماد کر کے روزہ اور عید کرتے تھے۔ لکھنؤ کے لوگوں کو الہ آباد کی رؤیت پہنچنا بھی عام طور پر محال تھا، لیکن اب یہ عذر قطعا باقی نہیں رہا کہ الہ آباد والے لکھنؤ کی رؤیت سے نابلد ہوں، اس لئے مسائل کا اعتبار بھی بدلے ہوئے حالات کے مطابق ہونے لگا۔

مذکورہ وضاحت ضمنی طور پر صرف اس لئے کرنی پڑی کہ اس بات کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ روزہ اور عید کے سلسلے میں رؤیت اور عدم رؤیت کے سلسلے میں امت کس راہ پہ چل رہی ہے۔

یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ رؤیت کے سلسلے میں اس اختلاف کے باوجود عرفہ کے دن کے روزے کو رؤیت اور عدم رؤیت کے اعتبار سے قرون مفضلہ میں کوئی جگہ نہیں ملی ہے، کیونکہ یہ روزہ ایک مخصوص دن کے ساتھ متعین ومعروف رہاہے۔ تلاش بیشیار کے بعد بھی کسی سے یہ مروی نہیں ہے کہ انہوں نے شام ومصر اور عراق وبخارا میں رہنے کے باجود عرفہ کا روزہ رکھنے میں کسی تاریخ کا اہتمام کیا ہو، کیونکہ جو چیز متعین ومعروف ہو اس میں اختلاف اور اجتہاد غیر ضروری امر ہے۔

گیارہوں صدی ہجری میں امام خرشی مالکی نے عرفہ کا اطلاق مکان کے بجائے زمان سے لیا ہے، جو مختلف وجوہات کی بنا پر مرجوح قول ہے، جس کا بیان ان شاء اللہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

گذشتہ چند سالوں سے اس مسئلہ نے خاصی اختلافی صورت اختیار کرلیا ہے، اس ضمن میں سوشل میڈیا وغیرہ پر مختلف زبانوں میں بہت سارے مضامین اور بیانات دیکھنے کو ملے ہیں جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں طرح کے دلائل سے مزین ہیں جن کی وجہ سے عوام کا ایک بڑا طبقہ ذہنی انتشار کا شکار ہے۔

کچھ لوگوں نے تو اس مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے، کہ وہ جو کہہ رہے ہیں وہی حق وصواب ہے، جبکہ یہ مسئلہ اگر متعین نہیں مانتے ہیں تو اجتہادی بن جاتا ہے، لہذا اپنی بات کو اونچی رکھنے کے لئے اور اور اپنی تحقیق کو حرف آخر سمجھ کر ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنا شریعت اور بحث و تحقیق کے مزاج کے یکسر خلاف ہے۔ جب کسی مسئلہ میں تحقیق کی جاتی ہے تو صاحب تحقیق کے اندر برداشت اور دوسروں کی تحقیق کی قدر کرنے کے لئے اپنے اندر وسعت ظرفی پیدا کرنی چاہئے۔ دین کے معاملے میں اختلاف برائے اطلاع حق وصواب ہو تو کار خیر ہے ورنہ اگر محض تنقید اور تذلیل و تعلی ہو تو پھر: "واللہ المستعان"۔

وجہ اختلاف کی بات کریں تو یہ بات واضح ہے کہ کسی بھی مسئلے میں کسی بھی وجہ سے اصل سے ہٹنا ہی اختلاف کا سبب ہے، جو عمل شریعت کی اصل پہ اور نصوص کے عین مطابق ہو پھر بھی اس کے اندر قیاس کو جگہ دینا اور حالات وظروف کا حوالہ دے کر نامساعی اجتہاد کی راہ اختیار کرنا ہی مسئلے کو مختلف فیہ بنا دیتا ہے۔ لہذا عرفہ کے دن کے روزے کو ہم اس کے اصل پہ رکھیں اور اس کے حکم اور حیثیت کے تعین کے بعد امکان اور عدم امکان کی راہ تلاش کریں تو مسئلہ واضح اور مبین ہے۔

میں نے اس مسئلہ کو اپنی اس مختصر کتاب کے اندر مختلف دلائل اور براہین کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کی تعیین میں پیش کردہ اشکالات واشتباہات کا جائزہ لیا ہے تاکہ حق وصواب واضح ہو اور امت کے افراد کو کتاب وسنت کے مطابق عمل کی راہ ملے۔

اور میں مشکور ہوں اپنے مربی اور استاد شیخ احمد مجتبی سلفی مدنی حفظہ اللہ کا جنہوں نے اس موضوع پر میرے مختلف مقالات اور تحریروں کی حوصلہ افزائی اور تائید کی ہے، فجزاہ اللہ خیرا فی الدنیا والآخرۃ خیر الجزاء عنی وعن الاسلام والمسلمین وطلبۃ العلم والعلماء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی اسے ہمارے لئے اور ہمارے اساتذہ و والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور دین کے صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ وسلم۔

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

مترجم: مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ

سابق باحث: مرکز العلامہ ابن باز للدراسات الاسلامیہ ومدرس جامعہ امام ابن تیمیہ ہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرفہ وعرفات سے مراد

عرفہ یا عرفات: معرفہ یا اعتراف یا العرف (۱) (یعنی خوشبو) سے مشتق ہے، جس کی پوری تفصیل فخر الرازی نے اپنی تفسیر کے اندر ذکر کی ہے (۲)۔

عام طور پر اہل لغت کے یہاں عرفہ کا اطلاق زمان اور عرفات کا مکان کے لئے ہوتا ہے، اور دونوں بحیثیت علم اور مترادف کے بھی استعمال ہوتے ہیں (۳)۔ بعض اہل لغت جیسے زمخشری اور ابن عطیہ وغیرہ نے دونوں کو "علم مرتجل "(۴) قرار دیا ہے (۵)۔ بعض اہل لغت لکھتے ہیں: "**وعرفة اسم لموقف الحاج ذالك اليوم وهي إثناعشرميلا من مكة وسمي عرفات أيضا وهو المذكور في التنزيل .....**"اور عرفہ حاجی کے اس دن قیام کے مقام کا نام ہے جو مکہ سے بارہ میل کی دوری پر ہے، اس کا نام عرفات بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کے اندر ہے" نیساپوری کے بقول: "**عرفات جمع عرفة وكلاهما علم للموقف ، كأن كل قطعة من تلك الأرض عرفة فسمي مجموع تلك القطعة بعرفات**""عرفات عرفہ کی جمع ہے اور دونوں موقف کے لئے بطور علم استعمال ہوتا ہے، گویا اس کا ہر حصہ عرفہ ہے لہذا اس کے سارے حصوں کے مجموعے کا نام عرفات ہے "اسی طرح کی بات ابن الحاجب

---

(۱) جب گنہ گار مقام عرفات میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو گناہوں کی نجاست سے پاک ہو کر اللہ تعالی کے نزدیک بہترین خوشبو کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ (دیکھئے: تفسیر الرازی: ۵/۱۸۹)۔

(۲) دیکھئے: تفسیر الرازی: ۵/۱۸۸۔

(۳) دیکھئے: معجم المعانی وغیرہ ۔

(۴) علم مرتجل کا مطلب ہے جو ابتداء سے ہی بطور علم کے مستعمل ہو، اور غیر علمیت میں کبھی استعمال نہ کیا گیا ہو۔

(۵) دیکھئے: التحریر والتنویر لمحمد الطاہر بن عاشور: ۲/۲۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے شرح المفصل کے اندر لکھی ہے۔اور طبرسی کے بقول:"**عرفات : إسم للبقعة المعروفة التي يجب الوقوف بها ،ويوم عرفة يوم الوقوف بها**""عرفات:اس معروف جگہ کا نام ہے جہاں (حاجی کے لئے) وقوف واجب ہے،اور وہاں وقوف کرنے کا دن عرفہ کا دن ہے "فیروز آبادی نے بھی ان کی تائید کی ہے(۱)۔

چنانچہ مختصر الفاظ میں عرفہ یا عرفات دونوں کی اصطلاحی تعریف یوں ہے:" وہ جگہ جہاں حجاج کرام حج کا ایک رکن (یعنی وقوف) ادا کرتے ہیں عرفہ یا عرفات کہلاتا ہے"۔

عرفہ کی وجہ تسمیہ

عرفہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:"**فأما يوم عرفة : فهو اليوم التاسع من ذي الحجة ، سمي بذلك لأن الوقوف بعرفة فيه،وقيل : سمي يوم عرفة لأن إبراهيم عليه السلام أري في المنام ليلة التروية أنه يؤمر بذبح ابنه، فأصبح يومه يتروى، هل هذا من الله أوحلم ؟ فسمي يوم التروية،فلما كانت الليلة الثانية رآه أيضا فأصبح يوم عرفة، فعرف أنه من الله، فسمي يوم عرفة** "(۲) "عرفہ کا دن ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے یہ نام اس لئے پڑا کہ اسی دن وقوف عرفہ ہوتا ہے،اور کہا جاتا ہے کہ یوم عرفہ کا نام یوم عرفہ اس لئے پڑا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو یوم ترویہ کی رات میں خواب میں دکھایا گیا کہ انہیں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، پھر وہ پورے دن اس غور وفکر میں رہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا پھر محض ایک خواب؟اسی وجہ سے

(۱) مزید وضاحت کے لئے دیکھئے:الصحاح للجوهری:۴/۱۴۰۱-۱۴۰۲،معجم الفروق اللغویۃ للعسکری:ص ۳۵۴، المغرب فی ترتیب المعرب للمطرزی: ص ۳۱۲، شرح الرضی علی الکافیۃ لابن الحاجب:۳/۲۵۹،المصباح المنیر للفیومی:۲/۴۰۴،القاموس المحیط للفیروز آبادی:۱/۸۳۶ ،اورتاج العروس للزبیدی : ۲۴/۱۳۷ ۔

(۲) المغني:۴/ ۴۴۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دن کا نام یوم ترویہ پڑا ، پھر دوسری رات بھی آپ کو یہ خواب دکھایا گیا پھر جب عرفہ کی صبح ہوئی تو آپ جان گئے کہ یہ اللہ کی جانب سے (حکم) ہے،اسی وجہ سے اس کا نام عرفہ کا دن پڑا"۔ اس کے علاوہ بھی عرفہ یا عرفات کی وجہ تسمیہ سے متعلق بہت سارے اقوال مفسرین نے نقل کئے ہیں جن میں آدم علیہ السلام کا اس جگہ کو پہچاننا، آدم وحواء علیہما السلام کا اسی مقام میں ایک دوسرے کو پہچاننا،ابراہیم علیہ السلام کا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ بتانے پر حج کے ارکان کا پہچاننا اور لوگوں کا اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا جس کے عوض میں گناہوں کی گندگی سے پاک ہو کر اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک بہترین خوشبو کا مستحق قرار پانا وغیرہ(۱)۔

یوم عرفہ کے دیگر نام

اس دن کو عرفہ کے علاوہ بھی کئی ناموں سے جانا جاتا ہے، مثلا: یوم التمام یا اتمام النعمۃ ، یوم الحج الاکبر، المشھود، الوتر اور یوم الرضاء یا الرضوان، یوم ایاس الکفار، یوم اکمال الدین وغیرہ۔

عرفہ کا دن

یوم عرفہ کو یوم عرفات بھی کہتے ہیں کیونکہ حج کے ایام میں نویں ذی الحجہ کو حاجی حج کے ایک اہم رکن کی ادائیگی کے لئے مقام عرفات میں اکٹھا ہوتے ہیں جو مکہ سے قریب بائیس کیلو میٹر کی مسافت پر ایک پہاڑی کا نام ہے(۲)۔اہل لغت کی تصریح کے مطابق عرفہ کے دن کی تعیین میں زمان ومکان دونوں ایک دوسرے سے مرتبط ہیں۔

(۱) ان سارے اقوال کے لئے دیکھئے:"تفسیر الطبري:۲ / ۲۹۷،البحر المحیط:۲ / ۲۷۵ (فإذا أفضتم من عرفات ... الآیۃ ، کی تفسیر میں)،اور اسی طرح "لسان العرب لابن منظور:۴ / ۲۸۹۸ مادۃ:(عرف) نیز دیکھئے: تفسیر الرازی:۱۸۹/۵۔

(۲) دیکھئے: معجم المعانی اور لغت کی دیگر کتب، مادہ:"عرف"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب عرفہ یا عرفات کے ساتھ یوم کی اضافت ہوتی ہے تو اس دن کی تعیین کے لئے ہی ہوتی ہے جس دن مخصوص اعمال انجام دئے جاتے ہیں ، نیز عرفہ کے دن کی تعیین کے سلسلے میں عام طور پر اہل لغت لکھتے ہیں کہ عرفہ ذی الحجہ کا نواں دن ہے(۱)۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عرفہ کا دن ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو ہی پڑتا ہے اور ذی الحجہ کا اعتبار مکہ ونواحی کی رؤیت کے اعتبار سے ہوتا ہے کیونکہ عرفہ کا دن حج کے اعمال سے متعلق ہے جو بلاشبہ مکہ کی رؤیت کے اعتبار سے ہی ہوتا ہے۔

عرفہ کے دن کی فضیلت

عرفہ کے دن کی نصوص قرآن وسنت میں بہت بڑی فضیلت وارد ہے ، مثلا:

۱- عرفہ کا دن اہل موقف کے لئے عید کا دن ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**يوم عرفة ويوم النحر وأيام منى عيدنا أهل الإسلام**"(۲) یعنی: "عرفہ، نحر (قربانی) اور منی کے ایام ہم اہل اسلام کے لئے عید کے دن ہیں"۔

۲- اس روز دعاء کا خاص مقام ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**خير الدعاء دعاء يوم عرفة** "یعنی: "سب سے بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دعاء ہے"(۳)۔

۳- عرفہ کے دن اللہ تعالی کثرت سے لوگوں کو جہنم سے رہا کرتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "**ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبدا من النار من يوم عرفة**"(۱) یعنی: "عرفہ کے دن سے زیادہ اللہ تعالی کسی دن بندوں کو آزاد نہیں کرتا"۔

---

(۱) دیکھئے: القاموس الفقهي " "معجم لغة الفقهاء"، اسی طرح دیگر شروح کتب السنۃ ۔

(۲) رواه أحمد/۱۶۹۳۲، أبوداود: ۷/۶۳ رقم/۲۴۱۹، الترمذي: ۳/۱۷۴ رقم/۷۶۸ والنسائي: ۵/۲۷۸ رقم ۳۰۰۶ وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد رقم/۲۰۹۰ الإرواء: ۴/۱۳۰۔

(۳) الترمذي: رقم/۳۵۸۵ وحسنه الألباني في صحيح الترمذي وتخريج مشكاة المصابيح: رقم/۲۵۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴- اللہ تعالی عرفہ میں وقوف کرنے والوں پر اہل آسمان کے درمیان فخر کرتا ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "**إن الله يباهي بأهل عرفات أهل السماء ،فيقول لهم :أنظروا إلى عبادي جاءوني شعثا غبرا** "(۲) "اللہ تعالی عرفات میں قیام کرنے والوں پہ آسمان والوں میں فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندوں کی طرف دیکھو جو میری خاطر پراگندہ بال گرآلود ہو کر آئے ہیں" اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"**وإنه ليدنو ثم يباهي بهم ....**" "اللہ تعالی قریب ہوتا ہے پھر ان پر فخر کرتا ہے"(۳)۔

۵- اسی دن دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور نعمت کا اتمام ہوا(۴)۔

۶- اس دن کی اللہ تعالی نے مختلف آیتوں میں قسم کھائی ہے جو اس دن کی اہمیت و مرتبہ کو بیان کرتا ہے ، جیسے سورۃ البروج میں " مشھود"(۵) اور بتفسیر عکرمہ وضحاک سورۃ الفجر میں " الوتر"(۶)۔

۷- اسی دن اللہ تعالی نے بنی آدم سے توحید پر عہد و میثاق لیا تھا(۷)۔

اس کے علاوہ بھی اور بہت ساری خصوصیات ہیں جو اس دن کو دیگر ایام سے ممتاز کرتی ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم/۱۳۴۸۔

(۲) رواہ أحمد والحاکم/۱۷۵۱ والبیھقي وابن خزیمۃ وابن حبان وصحح إسنادہ الألباني في صحیح الترغیب/۱۱۳۲۔

(۳) صحیح مسلم/۱۳۴۸۔

(۴) صحیح البخاری:۴۶۰۶۔

(۵) البیھقي في السنن:۳/۱۷۰، الترمذی: رقم/۳۳۳۹ وحسنہ الالبانی في الصحیحۃ رقم/۱۵۰۲۔

(۶) دیکھئے: تفسیر الطبری وغیرہ۔

(۷) رواہ احمد/۲۴۵۵، والحاکم/۷۵ وصححہ الالبانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرفہ کے دن کے روزہ کی فضیلت

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن کے روزہ سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "إني أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده ......"(۱) " مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ (اس روزے کے بدلے) اس سے پہلے والے سال اور اس کے بعد والے سال کے گناہوں کو معاف فرمادے گا)"۔

عرفہ کے روزے کا حکم

کسی بھی مسئلہ کی وضاحت اور اس سے متعلق امور میں حکم کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے ، تاکہ مکلف پر اس پر عمل کی حیثیت واضح اور مدون ہو سکے۔ ارکان، فرائض، سنن و نوافل اور مستحبات و مندوبات ہر ایک پر عمل اس کی حیثیت و حکم کے اعتبار سے ہی مرتب ہوتا ہے اور عامل اسی کے مطابق عمل میں مخیر و مکلف ہوتا ہے۔ اور یہ شریعت سمحہ کا اللہ رب العزت کی طرف سے امت پر اعمال و عبادات میں مزاج و کیف اور حالات و ظروف کی رعایت کرتے ہوئے تیسیر اور احسان ہے، تاکہ امت بدلتے حالات اور اسباب نازلہ کی بنیاد پر عمل کے اختیار اور عدم اختیار میں کسی حرج اور پریشانی میں مبتلا نہ ہو۔

عرفہ کے دن کا روزہ حکم کے اعتبار سے (اپنی بے انتہا فضیلت کے باوجود) مستحب یا سنت مؤکدہ کے زمرے میں آتا ہے ،اس لئے ترک و عمل اور تعیین و تحدید میں اس کا اعتبار بھی اسی حیثیت سے ہوگا، نہ کہ بالکلیہ دوسرے سببی اور غیر سببی روزوں کے اعتبار سے۔

چنانچہ عرفہ کے دن کا روزہ کوئی واجبی روزہ نہیں ہے کہ اس کا توڑنے والا گنہگار ہوگا البتہ اس کے لئے خیر کثیر سے محرومی کا باعث ضرور ہے۔

(۱) صحیح مسلم/۱۱۶۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا حاجی مقام عرفات میں روزہ رکھ سکتا ہے؟

حاجی مقام عرفات میں روزہ رکھنے کے سلسلے میں علماء کی مختلف رائیں ہیں:

اول: مقام عرفات میں حاجی کے روزہ کے سلسلے میں روایت واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا(۱)۔

یہ قول مالکیہ، شافعیہ کا معتمد قول، حنابلہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اکثر علماء کا ہے۔

عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ نہیں رکھا اور نہ ہی ابو بکر نے اور نہ ہی عمر نے اور نہ ہی عثمان نے، اور نہ میں رکھتا ہوں، اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے روکتا ہوں" (۲)۔

امام ابن باز ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: **"الحاج ليس عليه صيام عرفة وإن صام يخشى عليه الإثم ؛ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صوم عرفة بعرفة ولم يصم . وإن تعمد الصيام وهويعلم النهي يخشى عليه من الإثم لأن الأصل في النهي التحريم"** "حاجی کے اوپر عرفہ کا روزہ نہیں ہے اور اگر وہ روزہ رکھ لیتا ہے تو اثم کا خطرہ ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایاہے اور خود بھی نہیں رکھا ہے۔ اور اگر ممانعت کو جانتے ہوئے بھی روزہ رکھتا ہو تو آثم ہونے کا خطرہ ہے، کیونکہ نہی میں اصل تحریم ہوتی ہے" (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: صحیح بخاری: ۱۶۵۸، صحیح مسلم/۱۱۲۳۔

(۲) اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: عارضۃ الاحوضي: ۳/ ۲۸۵ رقم/۷۵۲، امام البانی نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے، صحیح سنن الترمذی: رقم/۵۹۹)۔

(۳) مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز: ۱۵/۴۰۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم: اگر حاجی اس روز روزہ رکھنے پہ قادر ہو اور اس سے اس کی عبادات اور ذکرواذکار پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب ہے، یہ قول حنفیہ کا ہے اور شافعیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے، اور اس کے قائلین میں سے قتادہ اور عطاء بھی ہیں، صاحب عون المعبود لکھتے ہیں: "امام خطابی کے بقول: یہ ممانعت استحبابی ہے نہ کہ ایجابی، اس روز حاجیوں کے لئے روزہ کی ممانعت اس لئے ہے کہ مبادہ اس مقام میں ذکرودعاء میں حاجی کمزور پڑ جائے گا، لہذا جو قدرت رکھتا ہو اور روزے کے ساتھ کمزروی کا خوف نہ ہو تو اس کے لئے اس دن کا روزہ بمشیئۃ اللہ افضل ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ کا (عمومی) فرمان ہے: "عرفہ کے دن کا روزہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد دو سالوں کے گناہوں کے لئے کفارہ ہے"۔ حاجی عرفہ کے دن روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اس سلسلے میں لوگوں کی مختلف رائیں ہیں، عثمان بن ابی العاص اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں روزہ رکھا کرتے تھے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں: "اگر روزہ رکھنے پہ قادر ہے تو رکھے گا اور اگر نہیں رکھتا ہے تو یہ ایسا دن ہے جس دن (دعاء وعبادت کے لئے) قوت کی ضرورت پڑتی ہے" اور امام اسحاق اس دن حاجی کے لئے روزہ کو مستحب سمجھتے تھے۔ امام مالک، امام سفیان ثوری اور اسی طرح امام شافعی روزہ نہ رکھنے کے قائل تھے۔ عطاء کہتے تھے کہ میں جاڑے کے موسم میں روزہ رکھتا ہوں اور گرمی میں نہیں رکھتا ہوں(۱)۔

سوم: اس روز روزہ رکھنا حاجی کے لئے مطلقا مستحب ہے، یہ قول عائشہ وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور اسحاق بن راہویہ اور ظاہریہ کا ہے(۲)۔

---

(۱) عون المعبود: ۷/۷۵- ۷۶، نیز دیکھئے: دلائل الاحکام لابن شداد: ۴۲۹۹- ۴۳۰۵، الحاوی الکبیر: ۳/۴۷۲۔

(۲) دیکھئے: مؤطا امام مالک: ۱/۳۷۵، شرح السنۃ للبغوی: ۶/۳۴۵-۳۴۶ ، تحفۃ الاحوذی: ۳/۳۷۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاجیوں کے لئے اس دن روزہ نہ رکھنے کی حکمت

حاجیوں کے اس دن روزہ نہ رکھنے کی مختلف حکمتیں بیان کی جاتی ہیں، مثلا :

* - تاکہ اس دن حاجی بلا کسی تھکاوٹ وپریشانی کے ذکرودعاء اور عبادت میں خود کو یکسوئی کے ساتھ مشغول کر سکے۔

* - یہ دن اہل موقف کے لئے عید کا دن ہے۔

* - اس دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا۔

عرفہ کا روزہ اور اختلاف مطالع کا اثر

بلاشبہ رمضان اور غیر رمضان کے روزوں میں رؤیت ہلال کا بہت بڑا دخل ہے جبکہ عرفہ کے دن کا روزہ رؤیت کے تخمینہ کے ساتھ ساتھ عرفہ میں حاجیوں کے وقوف سے متعلق ہے۔ اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس روزہ کی فضیلت جن روایتوں میں بیان کی گئی ہے ان میں زیادہ تر میں "یوم عرفہ "کا ذکر ہے نہ کہ تاریخ ذی الحجہ کا یہ الگ بات ہے کہ یوم عرفہ مکہ اور نواحی مکہ کی قمری تاریخ کے اعتبار سے نو ذی الحجہ ہی کو پڑتا ہے۔

دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے :

"يوم عرفة هو اليوم الذي يقف الناس فيه بعرفة ، وصومه مشروع لغير من تلبس بالحج، فإذا أردت أن تصوم فإنك تصوم هذا اليوم، وإن صمت يومًا قبله فلا بأس، وإن صمت الأيام التسعة من أول ذي الحجة فحسن؛ لأنها أيام شريفة يستحب صومها...."(۱) "عرفہ کا دن وہی دن ہے جس دن لوگ (مقام) عرفہ میں وقوف کرتے ہیں، اور غیر حاجیوں کے لئے اس (دن) کا روزہ مشروع ہے، اگر آپ روزہ رکھنا چاہتے ہیں تو اسی دن رکھیں، اور اگر ایک دن قبل رکھا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر پہلی ذی الحجہ

---

(۱) فتاوی اللجنۃ الائمۃ /۱۰ / ۳۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہی نو دنوں تک رکھنا چاہیں تو اچھا ہے، اس لئے کہ یہ مبارک دن ہیں جن کا روزہ مستحب ہے ۔۔۔"۔

شیخ عبدالرحمن السحیم ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"والعبرة بوقوف الناس في "عرفة "،ولا عبرة بمن خالف إجماع امة الإسلام ، فأمّة الإسلام تحج وتقف وتُجمِع على أن يوم عرفة ،وهو اليوم الذي يقف فيه الناس .ولا عبرة هنا باختلاف المطالع ؛ لأن الأمة تجتمع على أن يوم عرفة في ذلك اليوم الْمُحدَّد."(۱) "لوگوں کے عرفہ میں وقوف کا اعتبار ہو گا نہ کہ جوامت اسلام کی مخالفت کرے اس کا، چنانچہ امت مسلمہ حج، وقوف اور اجتماع اس بنیاد پر کرتی ہے کہ عرفہ کا دن ہی ہے جس میں لوگ وقوف کرتے ہیں، اور یہاں پر اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ عرفہ کا دن اسی متعین ومحدود دن میں ہے"۔

اور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:"يوم عرفة يوم يقف الناس في عرفات ، وليس لأحد أن يُخالف أمة الإسلام ، فإن امة الإسلام تجتمع وتُجمِع على أن يوم عرفة يوم يقف الناس ، وهو اليوم التاسع من ذي الحجة . فمن قدّم أو أخّر في الصيام فاته أجر صيام يوم عرفة، والله أعلم "(۲)۔ عرفہ کا دن وہی دن ہے جس دن لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ امت اسلام کی مخالفت کرے، کیونکہ امت اس بنیاد پر اکٹھی ہوتی ہے اور اس کا اجماع ہے کہ عرفہ کا دن لوگوں کے وقوف کا دن ہے، جو ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے، لہذا جو روزے میں تقدیم وتاخیر کرتا ہے اس سے عرفہ کے دن کے روزے کا اجر فوت ہو جاتا ہے، اللہ اعلم"۔

(۱) منتديات شبكة السنة النبوية و علومها/ فتاوى سنه ۱۴۲۸ ھ۔

(۲) منتديات شبكة السنة النبوية وعلومها۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے استاد اور معروف محقق شیخ احمد مجتبی سلفی مدنی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ واضح رہے کہ یوم عرفہ سے مراد مکہ کے کیلنڈر کے حساب سے نو ذی الحجہ کی تاریخ ہے، کسی دیگر ملک میں اگر چاند مکہ سے ایک دن بعد دیکھا گیا ہو تو وہاں کے لوگ بھی مکہ کے کیلنڈر ہی سے نو ذی الحجہ کا روزہ رکھیں"(۱)۔

شیخ محمد المغراوی اپنے ایک فتوی میں فرماتے ہیں:

"عرفات هو اسم للجبل الذي يقف عليه الحجاج في اليوم التاسع من شهر ذي الحجة، وهو يوم واحد لا يتعدد، فالصيام مع وقوف الحجاج هو الصيام الصحيح، وأما ما سواه فلا أعلم له أصلا لا في الكتاب ولا في السنة.اهـ" "عرفات اس پہاڑی کا نام ہے جہاں نویں ذی الحجہ کو حجاج کرام وقوف فرماتے ہیں، اور وہ صرف ایک ہی دن ہے متعدد نہیں، اس لئے (عرفہ کا) روزہ حاجیوں کے وقوف کے ساتھ ہی صحیح ہے، اور جہاں تک اس کے علاوہ (دن) کی بات ہے تو میں قرآن وسنت میں اس کی کوئی اصل نہیں جانتا"۔

چنانچہ ساری عبادتوں میں تاریخ، دن اور اوقات کی تعیین میں اختلاف مطالع کا واقعی معتبر ہونے کے باوجود) جب اس بات کی تعیین ہو جاتی ہے کہ اس روزہ کا تعلق عرفہ کے دن سے ہے تو اس میں اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں رہ جاتا ہے، دنیا میں تاریخ کوئی بھی ہو عرفہ کا دن وہی ہو گا جس روز حاجی مقام عرفات میں قیام فرمائیں گے۔

عرفہ کے دن کا روزہ اور بعید ممالک

یہاں پر یہ اشکال پیش کرنا کہ: "بعض ممالک مثلاً: لیبیا، تیونس اور مراکش۔۔۔ ایسے ہیں جہاں چاند مکہ مکرمہ سے بھی پہلے نظر آتا ہے۔ یعنی ان ممالک میں جب ۱۰/ذی الحج کا دن آتا ہے

(۱) تقدیم ومراجعہ بکتاب "قربانی کے احکام ومسائل قرآن وسنت کی روشنی میں"/ص ۲۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو مکہ مکرمہ میں عرفہ کا دن ہوتا ہے۔ اگر ان ممالک کے لوگ حجاج کرام کے وقوفِ عرفات والے دن روزہ رکھیں تو یہ گویا، ان کے ہاں عید کے دن کا روزہ ہوا اور یہ تو سب کو پتا ہے کہ عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔"۔ تو یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ (جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے) کوئی واجبی روزہ نہیں ہے جس کا نہ رکھنے والا گنہگار ہوگا۔ خاص طور سے جب اسے چھوڑنے کے لئے کوئی مناسب اور مضبوط سبب موجود ہو، اس لئے جن ممالک میں قربانی کا دن حاجیوں کے عرفات میں وقوف کے دن پڑ جائے تو ان کے یہاں قربانی کے دن کو ترجیح حاصل ہوگی، کیونکہ ایسے لوگوں کے لئے عدم قدرت کی وجہ سے یہ روزہ مشروع ہی نہیں ہے۔ اور جو عبادت خاص طور سے نفلی عبادت کسی کے لئے مشروع نہ ہو اس کے اندر تاویل کر کے زبردستی کسی دوسرے دن میں لے جانا اور اس کی خصوصیت کو تعمیم میں بدل دینا کیا یہ احداث فی الدین نہیں ہے ؟؟؟۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ مختلف ممالک میں اختلاف مطالع کی وجہ سے نو ذی الحجہ الگ الگ ہوتا ہے ،اور ان الگ الگ ایام کو عرفہ کا نام دینا مناسب نہیں ہے، جن میں حاجیوں کا عرفات میں قیام ہی نہیں ہوا، بلکہ دیگر ایام کو وہ نام دینا جو شریعت نے کسی خاص دن کو دے رکھا ہے شریعت پہ زیادتی کے قبیل سے ہے۔

اگر اس چیز کی اجازت دے دی جائے کہ نو ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہا جائے خواہ وہ دنیا کے کسی اور خطے میں کسی دوسرے دن ہی کیوں نہ پڑے تو پوری دنیا میں ایک سے زیادہ عرفہ کے ایام ہو جائیں گے اور نام "یوم عرفہ" کے بجائے "ایام عرفہ" رکھنا ہوگا۔

شریعت میں اس نوع کے بہت سارے اعمال ہیں جو کسی مناسب یا شرعی سبب کی بناء پر یا تو بعض افراد کے لئے غیر مشروع یا ان سے ساقط ہوتے ہیں، مثلا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* ایک آدمی سفر کر کے کسی دوسرے ملک میں گیا اور وہاں کے لوگ عید منا رہے ہوں، جبکہ اس کا روزہ جس ملک میں شروع کیا ہے کے مطابق ایک کم ہو رہا ہے پھر بھی لوگوں کے ساتھ روزہ توڑ دیگا، یہ الگ بات ہے کہ یہ روزہ فرض ہونے کی وجہ سے اس کی قضاء واجب ہوگی۔

* جمعہ کے روزے کی ممانعت عرفہ کے روزے کی عزیمت کی وجہ سے ساقط ہے۔

* عرفہ کے دن وقوف عرفات کی وجہ سے حاجیوں سے اس روز روزہ ساقط ہے۔

* مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ مسافر کے لئے قصر ساقط ہے۔

* فجر اور ظہر وغیرہ کی سنتوں یا جماعت کھڑی ہونے کی وجہ سے مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے تحیۃ المسجد مشروع نہیں ہے کیونکہ یہ سنتیں تحیۃ المسجد کے لئے کفایت کرتی ہیں۔

* اسی طرح سببی نمازوں جیسے فرض نمازوں کی قضاء، طواف کی دو رکعتیں، تحیۃ المسجد اور سورج گرہن کی نماز وغیرہ کی وجہ سے ممنوعہ اوقات میں نماز کی ممانعت ساقط ہے۔

ان کے علاوہ بھی اور بہت سارے مسائل ہیں جو اس نقطے کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

اس لئے جن ممالک میں یوم النحر عرفہ کے دن پڑ جائے وہاں کے رہنے والوں سے عرفہ کے دن کا روزہ ساقط مانا جائے یہ احوط ہے اس بات سے کہ شریعت کے متعین کردہ دن کو ہی بدل دیا جائے۔

بعض سلف سے اختلاف کی صورت میں اس روزہ کے ساقط ہونے کی روایت آتی ہے، ابن ابی شیبہ نے امام ابراہیم النخعی کا قول نقل کیا ہے کہ: جب ان سے حضر میں شک یا غیر معتمد شہادت کی بنا پر اختلاف کی صورت میں عرفہ کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: " إذا كان فيه اختلاف فلا تصومن" (۱) "اگر اس سلسلے میں اختلاف ہو جائے تو روزہ مت رکھنا"۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۹۷، اس روایت کو امام ابن رجب حنبلی کی کتاب أحكام الاختلاف في رؤية هلال ذي الحجة (ص ۱۹-۲۰) کی تحقیق میں ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد العزیز الجبرین نے حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نوٹ: جب میں نے کسی خاص سبب کی وجہ سے عرفہ کے روزہ کے سقوط والی بات لکھی تو بہت سارے احباب نے اس پر یہ کہہ کر تنقید کی کہ آپ کون ہوتے ہیں کسی عمل کو ساقط کرنے والے ؟

اس طرح کی بات جب کسی ایسے آدمی کی زبان سے صادر ہو جو شریعت کے علوم سے نابلد ہو تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن یہی بات کسی عالم دین جو کتاب وسنت کے رموز واسرار سے واقف ہو اور عبادتوں میں توقیف اور اسباب ومصالح کے دخل کا ادراک رکھتا ہو سے صادر ہو تو پھر کیا کہا جاسکتا ہے ؟، جبکہ اشارۃ کچھ مسائل کا ذکر بھی کر دیا گیا ہو۔)

عرفہ کا دن اور رؤیت والی روایت کا اعتبار

"صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته......" والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس روایت میں جو عمومیت وارد ہے وہ رمضان کے ساتھ ساتھ سال کے ہر ماہ کے لئے عام ہے جس میں عرفہ کا دن بھی شامل ہے، امام خرشی مالکی کے بقول: **والمواسم جمع موسم الزمن المتعلق به الحكم الشرعي ولم يرد بعرفة موضع الوقوف بل أراد به زمنه وهو اليوم التاسع من ذي الحجة ،وأراد بعاشوراءاليوم العاشر من المحرم "اهـ** (۱)"مواسم موسم الزمن کی جمع ہے جس سے حکم شرعی متعلق ہوتا ہے لہذا عرفہ سے وقوف کی جگہ مراد نہ لے کر وقت وزمن مراد لیا گیا ہے جو نو ذی الحجہ کو پڑتا ہے اور اسی طرح عاشوراء بول کر دس محرم مراد لیا گیا ہے۔"۔

امام خرشی کا مذکورہ استدلال کئی وجھوں سے قابل اعتبار نہیں ہے :

* بلاشبہ بہت ساری عبادتیں موسم وزمان سے متعلق ہیں، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بہت ساری عبادتوں میں زمان ووقت کا قطعا اعتبار نہیں ہوتا، اور بسا اوقات

---

(۱) شرح مختصر خلیل: ۲/۲۳۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار ہوتا بھی ہے تو اس کے بعض احکام ومسائل اور جزئیات اس اعتبار سے نکل جاتے ہیں، انہیں میں عرفہ کا دن ہے، جو شروع تو ہوتا مکہ ونواحی کی رؤیت سے ہے لیکن اعتبار عرفات کے میدان میں حاجیوں کے اجتماع کا ہوتا ہے، مثلاً: مکہ ونواحی کے غیر حجاج افراد جنہیں اس بات کا یقین بھی ہو کہ تعیین یوم عرفہ میں غلطی ہوئی ہے اور باعتبار طلوع قمر ایک دن بعد یا ایک دن قبل یوم عرفہ ہونا چاہئے پھر بھی ان کے روزے کا اعتبار اس دن کا ہو گا جس دن خطا کے باوجود حاجی میدان عرفات میں ہوں۔

* امام خرشی کا یہ کہنا کہ عرفہ سے جگہ نہ مراد لے کر نو ذی الحجہ کی تاریخ مراد لی گئی ہے، دعوی بدون دلیل ہے، جب کہ معاملہ اس کے برخلاف ہے، روایت میں واضح طور پر یوم عرفہ سے وقوف عرفات کا دن ہی مراد لیا گیا ہے، لہذا جس روز مقام عرفات میں حاجیوں کا قیام ہی نہ ہوا ہو اس روز کو یوم عرفہ کہنے کے لئے دلیل صریح کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ فقہاء کے بیان کے مطابق یوم عرفہ اسی دن کو کہا جائے گا جس دن حاجی مقام عرفات میں ہونگے۔

* امام خرشی رحمہ اللہ نے عاشوراء یعنی دس محرم کی مثال دی ہے کہ جس طرح عاشوراء بول کر دس محرم کی تاریخ مراد لی جاتی ہے اسی طرح عرفہ بول کر نو ذی الحجہ کی تاریخ مراد لی جائے گی۔

* یہاں یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ عاشوراء یا تاسوعاء معین تاریخ کا نام ہے، جس میں اعتبار گنتی وعدد کے مطابق محرم کے نویں اور دسویں دن کا ہوتا ہے اور یہ تاریخ دنیا کے ہر ملک میں بروقت جاری شہری وقمری اعتبار کے مطابق ہوتا ہے، جبکہ عرفہ کے ساتھ ایسی کسی بھی عمومیت کے لئے دلیل چاہئے ہوتی ہے، خاص طور سے جب اس کے ساتھ کچھ خاص اعمال واحکام اور تعیین وتحدید مرتبط ہوں، نیز یہ واضح ہونا چاہئے کہ عرفہ کا بیان لفظ "یوم" سے خالی ہرگز نہیں ہے، جو یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ یہ دن اپنی عمومیت پہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ زمان کے ساتھ ساتھ اجتماع ومکان کی تخصیص موجود ہے جس کے بغیر نہ یہ دن مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی حاجی کا حج۔۔۔ فافهم وتدبر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا یہ چیز واضح ہے کہ عرفہ ایک مخصوص دن کا نام ہے، جس روز مقام عرفات میں حاجیوں کا اجتماع ہوتا ہے، اس لئے اسے محض کسی تاریخ سے متعلق کرکے اس میں تعدد پیدا کرنا قطعا مناسب نہیں ہے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس روزہ کی فضیلت جن روایتوں میں بیان کی گئی ہے ان میں زیادہ تر میں "یوم عرفہ" کا ذکر ہے نہ کہ تاریخ ذی الحجہ کا یہ الگ بات ہے کہ یوم عرفہ مکہ ونواحی کی رؤیت کے اعتبار سے نو ذی الحجہ ہی کو پڑتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر کسی اجتہادی غلطی کی وجہ سے حجاج آٹھ یا دس ذی الحجہ میں وقوف کرتے ہیں تو اسی دن کو یوم عرفہ شمار کیا جائے گا جیسا کہ فقہاء نے اپنی کتابوں میں اس کی صراحت کی ہے(۱)۔

چنانچہ "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ —" والی روایت کو عمومیت کی بنیاد پر مطلقا یوم عرفہ کے روزہ کے لئے تاریخ کی تحدید کے طور پر پیش کرنا محل نظر ہے، کیونکہ اس روزے کا تعلق یوم عرفہ (حاجیوں کے مقام عرفات میں قیام) سے ہے نہ کہ تاریخ سے۔

یہاں یہ نکتہ کافی اہم ہے کہ مذکورہ روایت رمضان کے روزوں کے باب میں صریح ہے اور اس کا تعلق مطلقا تمام روزوں سے نہیں ہے کیونکہ کچھ روزے دن سے متعلق ہیں نہ کہ تاریخ سے، جیسے سوموار و جمعرات اور خود یوم عرفہ کا روزہ ۔

عرفہ کے روزے کے لئے دن کی تعیین کی وجہ سے جب رؤیت کا اعتبار کالعدم کے حکم میں ہے تو یہاں پر اختلاف مطالع کی بحث بے معنی ہے. یہاں یہ اشکال پیش کرنا کہ :"اگر روزے سے متعلق رؤیت ہلال کا حکم نکال دیا جائے تو روزہ بے معنی ہو جائے گا ، ایک دن کا

---

(۱) دیکھئے: حاشیۃ ابن القیم علی سنن أبي داود: ۶/ ۳۱۷، المحلی لابن حزم: ۵/ ۲۰۳-۲۰۴، المغني لابن قدامۃ: ۳/ ۴۵۶، المھذب مع شرحہ المجموع: ۸/ ۲۹۲، المجموع للإمام النووي: ۸/ ۲۹۲، مجموع فتاوی الإمام ابن تیمیۃ: ۲۵/ ۱۰۷، بدائع الصنائع: ۲/ ۳۰۴، شرح الخرشي علی مختصر خلیل: ۲/ ۳۲۱، روضۃ الطالبین: ۲/ ۳۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا ہے، نہ سحری کھا سکتا اور نہ ہی افطار کر سکتا ہے۔"، شریعت سے کج فہمی کی دلیل ہے، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ دین کے زیادہ تر مسائل میں رؤیت ہلال کے اعتبار و حکم کا کوئی بھی فرد انکار نہیں کرتا، جو لوگ توحید مطالع کے قائل ہیں ان کے یہاں بھی اعتبار رؤیت ہی ہے، نہ کہ فلکی حسابات اور اعداد تاریخ ۔

قاعدے کی رو سے رؤیت کا اعتبار ان روزوں میں ہے جو رؤیت سے متعلق ہیں، نہ کہ ان روزوں میں جو سببی اور مخصوص دن اور مخصوص وجہ سے متعلق ہیں۔ کیا عرفہ اور اس دن حاجی اور غیر حاجی کے لئے مشروع اعمال کا تعلق خاص نہیں ہے ؟۔

واضح رہے کہ رؤیت کے اعتبار کو مطلق تمام روزوں کے لئے پیش کر کے ہی اشکال پیدا کیا جاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ تمام روزوں کی حیثیت وماہیت میں یکسانیت نہیں ہے. اور "یوم" اور "تاریخ" اور "تعیین" اور "تخمینہ" کے اس بے انتہا "فرق" کے باوجود کچھ حضرات "واضح نص" کے مطالبے پر مصر ہیں ؟؟؟؟ اور زبردستی ایک مخصوص و معمول عمل کو "نسبتی" عمل قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تاویلی موقف کو زبردستی ثابت کرنے کے لئے غیر ضروری تاویلات وشبہات کا سہارا لیتے ہیں۔

کیا روایات میں وارد نو ذی الحجہ کا لفظ دنیا کے تمام خطوں کے لئے ہے ؟

جو حضرات عرفہ کے دن کے روزے کے تعدد کے قائل ہیں ان کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ عرفہ کے دن کے لئے روایات میں نو ذی الحجہ کا ذکر بصراحت موجود ہے ۔

بلاشبہ عرفہ کے دن کے لئے نو ذی الحجہ کا کے دن کی تعیین باعتبار رؤیت مکہ اور حوالی مکہ وارد ہے، اور اہل لغت بھی جہاں عرفہ کی تعریف کرتے ہیں اس میں نو ذی الحجہ کی تحدید کرتے ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ عرفہ مکہ اور حوالی مکہ کی رؤیت کے اعتبار سے عام طور سے نو ذی الحجہ کو ہی پڑتا ہے، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اس تحدید و تخصیص کو تعمیم میں بدل دیا جائے اور سارے عالم کے اختلاف رؤیت کو مخصوص و متعین عمل کے لئے سبب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف بنا دیا جائے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حج ایک مستقل عبادت ہے، اس کے تمام ارکان وایام متعین ہیں، دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی بھی دن یا تاریخ ہو ایام حج اور ارکان واعمال حج پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

ایام حج اور یوم النحر سے استدلال

یہاں پر اس اشکال کی توجیہ بھی ضروری ہے کہ: "ایام حج میں جس دن قربانی کی جاتی ہے دنیا کے تمام ممالک میں اس کے علاوہ کے ایام میں وہاں کی رؤیت کے اعتبار سے کی جاتی ہے؟؟"۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ حج ایک مستقل عمل ہے اس کا تعلق چند مخصوص ایام اور اعمال سے ہے، اس پر دوسرے ممالک میں ادا کئے جانے والے اعمال کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، بلاشک دونوں قربانیوں کی ہیئت وماہیت اور ارکان وادائیگی میں یکسانیت ہے لیکن دونوں کی ادائیگی کے اوقات واستحقاق میں بے تحاشہ فرق ہے، مثلا:

* قرآن وسنت کے مطابق دونوں حاجی وغیر حاجی کی طرف سے اللہ کے تقرب کے لئے ذبح ہے، لیکن ایک کے لئے هدي اور دوسرے کے لئے اضحیہ کا لفظ وارد ہے، گرچہ اس کو مکہ اور بالخصوص منی میں ہی کیوں نہ ذبح کیا گیا ہو۔

* تمتع، قران یا لزوم دم کے سبب هدي کا حکم وجوب کا ہے برخلاف اضحیہ کے، کیونکہ یہ جمہور فقہاء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے(۱)۔

حالانکہ بعض اہل علم وجوب کے قائل بھی ہیں۔

---

(۱) المغنی لابن قدامہ: ۴۳۵/۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* عام قربانی کے جانور اور حج کے ھدي کے جانور میں تبدیلی کے امکان کے بارے میں امام مالک کا فتویٰ ہے کہ قربانی کے جانور کو کسی حادث عیب کی وجہ سے اس سے اچھے جانور سے تبدیل کیا جاسکتا ہے بر خلاف ھدي کے(۱)۔

* ھدي ایک خاص جگہ کے ساتھ مخصوص ہے بر خلاف قربانی کے اسے منیٰ، مکہ یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی کیا جاسکتا ہے ، امام شافعی فرماتے ہیں : " اضحیہ مسلمانوں میں سے ہر صاحب استطاعت کے لئے سفر ، حضر، گاؤں ، شہر ، مکہ ، حج میں منیٰ وغیرہ میں ہر جگہ سنت ہے اس کے ساتھ ھدي ہو یا نہ ہو"(۲)۔

* قربانی کے بدلے کوئی دوسرا عمل نہیں کر سکتے جبکہ متمتع اور قارن کو اگر ھدي میسر نہ ہو تو اس کے اوپر دس روزے واجب ہیں، تین حج کے ایام میں اور سات گھر واپسی کے بعد۔

* قربانی کا ایک جانور یا حصہ اہل خانہ کے لئے کفایت کرتا ہے جبکہ ھدي صرف حاجی کے لئے ہوتا ہے۔

* اضحیہ کے لئے عید کی نماز شرط ہے جبکہ ھدي کے روز نماز عید ہے ہی نہیں۔

* قربانی کی نیت کرنے والے کے لئے اول ذی الحجہ سے بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم ہے، جب کہ حاجی کے لئے یہ حکم صرف حالت احرام تک ہی محدود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں دونوں قربانیوں میں فرق ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حج کے ایام میں حرم، منیٰ، مزدلفہ، یا عرفات سے متعلق اعمال و عبادت دیگر ایام و امکنہ میں کئے جانے والے اعمال سے حکم میں مختلف ہیں لہذا یہ کہنا کہ جس طرح یوم النحر یا رمضان و عیدین پوری دنیا میں اختلاف مطالع کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں اسی طرح یوم عرفہ بھی مختلف ہو گا قطعا درست نہیں

(۱) المدونہ: ۵۴۹/۱ ۔

(۲) المجموع للامام النووی: ۳۸۳/۸ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیونکہ یوم عرفہ ایک خاص دن ہے جو ایک خاص مقام میں قیام اور خاص اعمال واحکام سے متعلق ہے، جسے دوسرے ایام واعمال پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

روایات میں وارد "تسع ذی الحجہ" کی حقیقت

ابو داود اور نسائی وغیرہ کی روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں سے مروی ہے: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِويوم عاشوراء، وثلاثة أيام من كل شهر "(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ ذی الحجہ کے نو دنوں اور محرم کے دسویں دن اور ہر ماہ کے تین دن کا روزہ رکھا کرتے تھے"۔ بعض روایات میں بطور تغلیب "عشر" (یعنی ذی الحجہ کے دس دن) کا لفظ وارد ہے، جس سے مراد ذی الحجہ کے شروع کے نو دن ہیں، کیونکہ دسواں دن قربانی کا دن ہے جس میں روزہ ممنوع ہے۔

کچھ لوگوں کو روایات میں وارد "تسع من ذی الحجہ" سے مغالطہ ہوا ہے کہ اس سے مراد نویں ذی الحجہ کا روزہ ہے، جبکہ اس روایت میں نویں ذی الحجہ کی تعیین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ "تسع" سے مراد ذی الحجہ کے شروع کے نو دن ہیں نہ کہ نواں دن، دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے اس غلط تاویل اور فہم کی تصحیح کرتے ہوئے لکھا ہے: "**وقول بعضهم: إن المراد بتسع ذي الحجة اليوم التاسع، تأويل مردود، وخطأ ظاهر للفرق بين التسع والتاسع**" "کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ تسع ذی الحجہ سے مراد نویں ذی الحجہ ہے، تاسع اور تسع کے فرق کی بنا پر مردود تاویل اور واضح غلطی ہے"(۲)۔

---

(۱) سنن ابی داود: ۲۴۳۶ ، سنن النسائی/ ۲۴۱۷ سنن الکبری للبیہقی/ ۸۱۷۶، علامہ البانی نے صحیح سنن ابی داود/ ۲۱۰۶ میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: رقم/ ۲۰۲۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض شبہات کا ازالہ

۱- بعض حضرات یوم عرفہ اور عرفات کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یوم عرفہ اور وقوف عرفات دو الگ الگ چیزیں ہیں، یوم عرفہ دن اور تاریخ کو کہتے ہیں اور جو قمری حساب سے نو ذو الحجہ کو کہتے ہیں جبکہ وقوف عرفات کا تعلق میدان عرفات سے ہے۔"

میں نے شروع میں ہی عرفات و عرفات کا فرق اہل لغت کے بیان کے مطابق واضح کر دیا ہے جس سے دونوں کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔

یہاں اس وضاحت کی ضرورت تھی کہ "یوم عرفہ" کو دن اور تاریخ کی گنتی میں کس سبب سے لایا گیا ہے؟ کیا دنیا کے کسی بھی خطے میں نو ذو الحجہ کو "یوم عرفہ" لکھا اور بولا جاتا ہے؟۔

بلاشبہ وقوف عرفات کا تعلق میدان عرفات سے ہے، ٹھیک اسی طرح "یوم عرفہ" کا تعلق بھی وقوف عرفات سے ہے، دن اور تاریخ سے نہیں، گویا یہ دونوں ایک دوسرے سے مرتبط ہیں، جیسا کہ مذکورہ سطور میں فقہاء کے اقوال کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ "یوم عرفہ" کا اطلاق اسی دن پر ہو گا جس دن حجاج وقوف عرفات کریں گے وہ دن بسبب اجتہاد و خطا آٹھ یا دس ذی الحجہ ہی کیوں نہ ہو۔

۲- ایک اشکال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ: "اگر عرفات میں وقوف سے متعلق روزہ ہوتا تو عرفہ نہیں عرفات کا ذکر ہوتا" اس اشکال میں دین میں ایک نئی اصطلاح گھڑنے کے ساتھ ساتھ لغت معانی کے ساتھ خرد برد کی کوشش کی گئی ہے، گویا مقام عرفات میں حاجیوں کے قیام کے دن کے علاوہ بھی کئی دن ہیں جنہیں عرفہ کا دن کہا جائے گا۔(جب کہ نصوص اور اہل لغت کی صراحت کے مطابق "عرفہ" "عرفات" اور ان کی طرف "یوم" کی نسبت اور "اس دن" اور "اس دن اور اس مقام کا عمل" ایک دوسرے سے متعلق ہیں !!!) واضح رہے کہ "یوم عرفہ" "عرفہ کا دن" یعنی جس دن حاجی میدان عرفات میں جمع ہوں کا بصراحت ذکر ہے. لہذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے پہلے ہی ذکر کیا ہے کہ فقہاء کی صراحت کے مطابق اگر کسی اجتہادی غلطی کی وجہ سے حجاج آٹھ یا دس ذی الحجہ میں وقوف کرتے ہیں تو اسی دن کو یوم عرفہ شمار کیا جائے گا. گویا تاریخ نہیں حجاج کے مقام عرفات میں اجتماع کا اعتبار ہو گا.

۳- ایک اشکال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ: "اگر یہ وقوف عرفہ کی وجہ سے ہوتا تو حاجیوں کے لئے بھی یہ روزہ مشروع ہوتا". کہنا یہ چاہتے ہیں حاجی اور غیر حاجی کے لئے احکام و مسائل میں کوئی فرق ہی نہیں ہے ؟؟؟؟

یہ ملحوظ رہے کہ حجاج کرام کے لئے یہ روزہ ان کے مقام عرفات میں قیام کی وجہ سے ہی ممنوع ہے (یا غیر مسنون، کیونکہ بعض اسلاف کے یہاں حاجیوں کے لئے بھی عرفہ کا روزہ مشروع ہے، جس کا بیان گذر چکا ہے) جیسا کہ غیر حاجیوں کے لئے ایام عید کا روزہ ، جیسا کہ روایت میں ہے کہ عرفہ ان کے لئے عید کا دن ہے۔

۴- کچھ حضرات یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ: " اگر عرفہ کے دن کے روزہ کا مقصد حاجیوں کے مقام عرفات میں قیام سے مطابقت ہوتا تو ان لوگوں کے لئے کیا کہیں گے جن کا روزہ حاجیوں کے قیام سے کئی گھنٹے پہلے یا کئی گھنٹے بعد میں شروع یا ختم ہو جاتا ہے ؟"

اس قسم کا اعتراض یا اشکال پیدا کرنا اسلامی عبادات کے اسرار و رموز، اسباب و مقاصد اور روح و معانی سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ بات ایک عام آدمی بھی جانتا ہے کہ روزے رکھے تو قمری اعتبار سے جاتے ہیں لیکن امساک وافطار میں اعتبار شمسی ہوتا ہے، اور اعداد میں دن کا اطلاق صرف سورج کے آسمان پر باقی رہنے تک نہیں ہوتا بلکہ دن اور رات کو ملا کر ہوتا ہے۔

یہ بھی واضح رہنی چاہئے کہ عرفات میں قیام یوم النحر کی طلوع فجر سے قبل چند لمحات قیام یا مرور سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جبکہ روزہ صرف طلوع فجر سے غروب شمس تک ہوتا ہے(۱)۔

---

(۱) روضۃ الطالبین: ۲/۳۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵- بعض علماء عرفہ کی وجہ تسمیہ کے ذکر میں اہل لغت کے اقوال کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :"ان لوگوں کا دعوی بلا دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن کا نام فقط حاجیوں کے وہاں وقوف کی بنا پر ہے" ۔

دراصل یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے جس دن ذریت آدم سے توحید پر عہد وپیمان لیا تھا وہ دن عرفہ کا تھا، اور یہ معلوم ہے کہ اس وقت مقام عرفات میں حاجیوں کا قیام نہیں ہوتا تھا، پھر بھی اسے عرفہ کا دن کہا گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل معرفت کے بیان کے مطابق عرفہ کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں ڈھیروں وجوہات مذکور ہیں، لیکن یہ بھی حق ہے کہ قیام عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام وامور کا اعتبار قرآن وسنت پر ہے، ما قبل الاسلام کوئی بھی عمل، رواج یا مسمی جب تک انہیں اسلام میں باقی نہ رکھا گیا ہو قابل اعتبار ہر گز نہیں ہیں، یہاں مسئلہ وجہ تسمیہ کے ساتھ ساتھ اس دن کے لئے نصوص قرآن وسنت سے ثابت احکام واعمال کا ہے، کیونکہ کسی چیز کا تعارف اس کی حیثیت وماہیت کے بیان کے لئے ہوتا ہے نہ کہ قرآن وسنت میں وارد احکام کی تشریع یا ان کے رد کے لئے۔

اور عرفہ کی وجہ تسمیہ اور دن اور وقت کی تعیین جو کتب احادیث، فقہ اور لغات ومعاجم میں بھرے پڑے ہیں اس دن کے نام کے لئے دلیل نہیں ہیں ؟ آخر انہیں کس الہامی دلیل کا انتظار ہے؟

٦- نیز عرفہ کے دن کی تعیین کے انکار کے لئے ایام تشریق اور یوم ترویہ کو مثال بنا عرفہ کو ایک نسبتی نام کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ :" مناسک حج میں حج کی نسبت سے بہت سارے نام رکھے گئے ہیں ان سب پر عمومی قاعدہ ہی لگے گا الا یہ کہ خاص وجہ ہو۔۔" ایک طرف بہت سارے ناموں کو حج سے نسبت کیا جارہا ہے اور دوسری طرف "عرفہ" کو جو حج کے ساتھ خاص ہے عموم کی فہرست میں ڈالا جارہا ہے۔ایں چہ بوالعجبی است۔یوم الترویہ یا یوم عرفہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے نام ہیں جو حج کے بعض ایام کے ساتھ خاص ہیں جن کے خاص امور واحکام ہیں، اور رہی بات ایام تشریق کی تو یہ نام حاجیوں کی قربانی (هدي) کے ایام اور غیر حاجیوں کی قربانی (اضحیہ) کے ایام کے ساتھ عام (مشترک) ہے۔ (بلکہ هدي اور اضحیہ دونوں کے ایام کے لئے یوم النحر کا لفظ وارد ہے جس کی نسبت سے دونوں کے اگلے تین دنوں کے لئے ایام تشریق کا اطلاق ہوتا ہے)۔

یہاں یہ بات بھی قابل اعتناء ہے کہ ایام تشریق کے اعمال بھی حاجی اور غیر حاجی کے اعتبار سے مختلف ہیں، مثلا: ایام تشریق میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، سوائے متمتع اور قارن حاجی کے، کیونکہ ان کے لئے ان ایام میں اگر وہ هدي نہ پائیں تو روزہ مشروع ہے۔

تعجب تو اس بات پر ہے کہ عرفہ کے دن کو حج کی طرف " نسبت" کر کے بھی اس دن کے روزے کو "عموم" کے زمرے میں رکھا جاتا ہے۔ پتا نہیں یہ منطق کا کون سا کلیہ ہے؟

۷- یہ کہنا کہ سلف کے یہاں عرفہ سے مراد مطلق نوذی الحجہ کی تاریخ ہے، ان پہ اتہام باندھنا ہے، سلف سے یہ کہیں مروی نہیں ہے کہ وہ عرفہ کے قیام کے دن کے علم یقینی کے باوجود اس کے پہلے یا دوسرے دن کو یوم عرفہ مانتے ہوں، بلا شبہ عدم وسائل اور رؤیت و مطالع میں اجتہاد اور دیگر اسباب کا اس دن کے اعمال پر اثر پڑ سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ پوری دنیا کے اختلاف مطالع کی وجہ سے عرفہ کے دن کو متعدد مانتے تھے دعوی بلا دلیل ہے، اور اگر کسی نے اختلاف مطالع کو بنیاد بنا کر کوئی بات کہی بھی ہے تو یہ ان کا محض اجتہاد ہے۔

بلکہ صحابہ کرام اور تابعین کے یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے جس میں مسروق نے عرفہ کے دن روزہ اس احتمال کی بنیاد پر نہیں رکھا کہ کہیں قربانی کا دن نہ ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان اس کی تصحیح فرمائی جس کا مستفاد یہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آج عرفہ کا دن ہے اور عید اور قربانی وغیرہ میں اعتبار اسی دن کا ہوگا جس دن لوگ اسے انجام دے رہے ہوں گرچہ اس دن کے بارے میں شک ہی کیوں نہ ہو (۱)۔

اور بیہقی اور شافعی کے اندر عطاء کی ایک مرسل روایت میں ہے: "**أضحاكم يوم تضحون**" "قربانی کا وہی دن ہوتا ہے جس دن تم لوگ قربانی کرتے ہو" **وأراه قال: "وعرفة يوم تعرفون**" "عرفہ کا دن وہی ہے جس دن تم لوگ عرفہ میں قیام کرتے ہو" (۲) اور بیہقی کی روایت میں عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن أسید سے مرسلا مروی ہے: "**يوم عرفة الذي يعرف فيه الناس**" "عرفہ کا دن وہی دن ہے جس دن لوگ عرفہ میں قیام کرتے ہیں" (۳)۔

اسی معنی کی روایت طبرانی نے اوسط کے اندر ذکر کیا ہے: "**إنما عرفة يوم يعرف الإمام**" (۴)۔

---

(۱) بیہقی/۸۳۰۱، شیخ البانی نے اس روایت کی سند کو جید قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلہ صحیحہ: ۱/۱/ ۴۴۲۔

(۲) البیہقي في "السنن الکبری" (۵ / ۱۷۶) والشافعي في "الأم" (۱/ ۲۶۴) عن عطاء مرسلاً، وصححہ الألباني " صحیح الجامع" (۴۲۲۴)۔

(۳) السنن الکبری للبیہقي: ۵/ ۱۷۶ امام بیہقی فرماتے ہیں: "**هذا مرسل جيد أخرجه أبوداؤد في المراسيل** "رقم/۱۴۹" اور ابن حجر فرماتے ہیں: "**ورواه الترمذي واستغربه وصححه ، والدارقطني من حديث عائشة مرفوعا ،صوب الدارقطني وقفه في العلل...**" "اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے "غریب اور صحیح" کہا ہے، اور دارقطنی نے اسے علل کے اندر موقوف قرار دیا ہے" دیکھئے: التلخیص الحبیر: ۲/۲۵۶رقم/۱۰۵۱،

(۴) ہیثمی لکھتے ہیں: "اس کو طبرانی نے اوسط کے اندر روایت کیا ہے اور اس کی سند میں دلہم بن صالح ہیں ابن معین اور ابن حبان نے ضعیف قرار دیا ہے، اور اس کی سند حسن ہے" مجمع الزوائد: ۳/۱۹۰، دلہم بن صالح کو امام ابوداؤد نے "لا باس بہ" قرار دیا ہے، تھذیب التھذیب: رقم/۳۰۳، اور نسائی، ذہبی اور ابن حجر نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی چیز کی تصریح فقہاء کے اس بیان میں بھی موجود ہے جس میں بسبب اجتہاد وخطا آٹھ یا نو ذی الحجہ کو حاجی کے مقام عرفات میں اجتماع کے دن کو ہی عرفہ کا دن قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ روایات وتوجیہات کو دیکھتے ہوئے کہ عرفہ کے دن کے روزے کا تعلق مقام عرفات میں حاجیوں کے قیام سے ہے یہ کہنا کہ: "اپنے اپنے ملک کے حساب سے نو ذی الحجہ کو عرفہ کا روزہ ماننا ہو بہو سلف کا عملی نمونہ ہے"، کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔ نیز یہ کہنا کہ: "اگر سلف کے یہاں صوم عرفہ حاجیوں کے عرفات میں وقوف سے متعلق ہوتا یقیناوہ کسی نہ کسی ذریعہ سے حاجیوں کے وقوف عرفات جاننے کی کوشش کرتے ۔۔۔"سلف پر اتہام اور مغالطے میں ڈالنے والی بات ہے، جب سلف کے یہاں اس بات میں کوئی اختلاف ہی نہیں تھا کہ عرفہ کا دن عین وقوف عرفات ہے، تو پھر وہ آخر کس ذریعہ سے کس چیز کو تلاش کرتے؟ کیا سلف میں کسی سے اس اختلاف کی بابت مروی ہے کہ یوم وقوف کے علاوہ بھی عرفہ ہوتا ہے؟۔ بنا کسی دلیل کے بار بار سلف کے فہم کا حوالہ ذہنی انتشار کی دلیل اور لوگوں پر اپنے من کی تھوپنے کی ناروا کوشش ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ عرفہ کو وقوف عرفات کے علاوہ پر اطلاق کے لئے کوئی ایسی دلیل لائی جاتی جو قرآن وسنت سے ثابت ہو اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا ہو!!! جبکہ وقوف عرفہ ہی اصل یوم عرفہ ہے جس دن کے احکام واعمال حاجی اور غیر حاجی کے لئے متعین ومعروف ہیں جس پر قرون اولی میں تعامل رہا ہے۔

۸- وقوف عرفات سے عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق ماننے پر اشکال پیدا کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ: (لوگوں کا یہ کہنا کہ): "سو سال پہلے لوگ اپنے ملک کے حساب سے نو ذی الحجہ کا ہی روزہ رکھتے تھے مگر وقوف عرفات نہ جان سکنے کی وجہ سے معذور تھے، اب وہ عذر باقی نہ رہا۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ ان سب میں سے کسی نے صحیح روزہ نہیں رکھا سوائے وقوف

ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: ضعفاء النسائی: ص ۱۰۱، الجرح والتعدیل: ۴۳۶/۳، التقریب: ۲۳۶/۱ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرفات کا علم رکھنے والے کے، اس سے ان لوگوں بشمول سلف صالحین کی فہم حدیث اور عمل میں تنقیص کا پہلو نکلتا ہے"۔

میں کہتا ہوں کہ سلف صالحین کے عمل میں تنقیص کا پہلو نکلتا ہے اور نہ ہی ان کی فہم حدیث میں، البتہ صاحب اشکال کی فہم کا قصور ضرور ہے، یہ کہاں ہے کہ اجتہاد وخطا کی بنیاد پر کسی کا عمل ناقص اور فہم کمزور ہو جاتا ہے، مذکورہ نامعقول بیان کے مطابق تو - نعوذ باللہ - ان سارے صحابہ کرام، ائمہ محدثین وفقہاء اور مجتہدین کا عمل جو بسبب اجتہاد وخطا نص کے خلاف تھا ناقص ہوا اور ان کے فہم میں تقصیر تھا۔ اللہ ہدایت دے۔

تاریخ میں بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے عیدین منائی اور حج کیا، اور پھر بعد میں پتا چلا کہ وہ دن صحیح نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے یا بعد والا دن صحیح تھا، کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ ان لوگوں کا عمل مردود و ناقص تھا یا مقبول و مصاب؟ کیا ایسے لوگوں کو اپنے حج اور دیگر عبادات کا اعادہ کرنا چاہئے تھا؟۔ بزعم خویش "تحقیقی" مضمون لکھنے کا دعوی کرنے والے کو اتنی سطحی بات لکھنے سے پہلے صحیح فہم اور اسلاف کے منہج و طریقہ کو اچھی طرح سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

۹ – بعض ہم عصر علماء کا یہ کہنا کہ: "ہر ملک کے لوگ اپنی رؤیت کے اعتبار سے عرفہ کا روزہ رکھیں اس پر ایک طرح سے امت کا عملی اجماع ہے" دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ اجماع کے لئے اس کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو کہ یہاں مفقود ہے، اور علماء سلف سے کہیں بھی اس پر اجماع منقول نہیں ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ جو امت سالوں سے رمضان اور عید کی رؤیت پر اجماع نہ کر سکی اس کے لئے عرفہ کے روزے کے لئے اختلاف رؤیت کے پائے جانے اور اختلاف شرط وثبوت کی موجودگی میں اجماع کا دعوی کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

بلکہ میں کہتا ہوں کہ کچھ علماء نے اس کے خلاف اجماع کا دعوی کیا ہے، شیخ ڈاکٹر سلیمان الاشقر لکھتے ہیں: " **إن المسلمين في جميع أقطار العالم الإسلامي قد أجمعوا إجماعاً**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عملياً منذ عشرات السنين على متابعة الحجاج في عيد الأضحى ولا يجوز لأي جهة أو مجموعة من الناس مخالفة هذا الإجماع" (۱)"عالم اسلام کے تمام گوشوں کے مسلمان دسیوں سال سے اس بات پر عملا متفق ہیں کہ عیدالاضحی میں حجاج کرام کی متابعت کی جائے گی، کسی جہت یا جماعت کے لئے اس اجماع کی مخالفت جائز نہیں ہے"۔

اس اجماع کی تائید امام سرخسی حنفی، امام ابن العربی مالکی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کلام سے بھی ہوتی ہے(۲)۔

۱۰ – قرآن کریم کی آیت : ﴿وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ. وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ (الفجر:۱-۳) میں وتر سے مراد بعض مفسرین نے عرفہ کا دن لیا ہے، کیونکہ عرفہ کا دن طاق دن میں پڑتا ہے، اس کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ :"برصغیر ہندوپاک میں عرفہ کا دن اپنے حساب سے نو ذوالحجہ کا ہوگا تبھی قرآن کے لفظ وتر (طاق) کا صحیح اطلاق ہوگا ورنہ سعودی کے حساب سے عرفہ کا روزہ رکھنے پر ہندوپاک میں عموما آٹھ تاریخ ہوگی اور یہ جفت ہے طاق نہیں ہے اس لئے جن کا مطلع سعودی سے مختلف ہے انہیں لازمی طور پر یوم عرفہ کے لئے اپنے علاقے کی نویں تاریخ کا اعتبار کرنا ہوگا" بے جا تاویل ہے ،اگر وتر سے مراد عرفہ لیا جائے جو کہ مکہ کی رؤیت کے اعتبار سے واقعی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو ہی پڑتا ہے، پھر بھی یوم عرفہ کے روزہ کے تعدد ایام کے لئے یہاں پر دلیل نہیں بنتی، کیونکہ اول تو وتریعنی عرفہ کا تعلق ایام حج سے ہے جو قیام عرفات سے متعلق ہے،اور دوم کس بنیاد پر عرفہ کے روزے کے لئے آٹھ اور نو کی تقسیم کی جائے گی؟ کیا شریعت نے اس کے لئے کہیں اجازت دی ہے ؟ کیا سلف نے اس سے ایسا ہی استدلال کیا ہے جیسا کہ کیا جارہا ہے کہ رؤیت کے اختلاف کی بنیاد پر یوم وتریعنی عرفہ کا دن متعدد ہوتا جائے گا ؟۔

---

(۱) فتوی مؤرخة بتاريخ : ۵/ ۱۲/ ۱۴۲۲ھ۔

(۲) دیکھئے: أحكام القرآن لابن العربي: ۱/۱۹۹- ۲۰۰ ، مجموع الفتاوى: ۲۴/۲۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ اس مخصوص روزے کا تعلق صرف اور یوم عرفہ سے ہے جو حاجیوں کے قیام عرفات سے متعلق ہے، جو زمان و مکان اور رؤیت و تاریخ میں معروف اور متعین ہے کسی مصنوعی اشکال اور ذہنی اختراعی دلیل سے نہیں۔ جو اصل ہے وہ اپنی اصلیت پہ باقی رہے گا اگرچہ اس کے لئے آپ اور ہم جتنے اشکالات واشتباہات پیش کریں ۔

جب یوم عرفہ کا مسمی قیام عرفات سے ہے تو اسے سعودی اور برصغیر کی تاریخ بنانے کے لئے کسی مضبوط دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، جو کہ ناپید ہے، لہذا اس قسم کی باتیں بے معنی ہیں جو کسی امر کو اس کی اصل سے بنا کسی دلیل کے پھیر دے۔

۱۱ – یوم عرفہ کو متعدد کرنے کے لئے لغت کا سہارا لیا جاتا ہے کہ :"اہل لغت نے جہاں جہاں عرفہ کی تعریف کی ہے ہر جگہ ذوالحجہ کی نو تاریخ ہی لکھی ہے"۔

میں نے گذشتہ سطور میں اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ چونکہ حج کی نسبت اور مکہ کی رؤیت کے اعتبار سے ذوالحجہ کی نو تاریخ کو ہی عرفہ کا دن متعین ہے اس لئے اہل لغت کا نو تاریخ لکھنا بدیہی ہے، لہذا اس بنیاد پر کہ اہل لغت نے عرفہ کی تعریف میں نو ذی الحجہ لکھا ہے اس دن کو متعدد کر دینا غیر مناسب ہے جب کے عرفہ کا دن ایک خاص دن ہے جس سے غیر حاجی کا روزہ متعلق ہے۔

اگر اہل لغت کے بیان پر غور کیا جائے تو اس سے ان لوگوں کے موقف کا صریحا رد ہوتا ہے جو اس دن کو متعدد مانتے ہیں، کیونکہ اہل لغت کے بیان میں نو ذی الحجہ کی تصریح اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ عرفہ کا دن متعدد نہیں بلکہ متعین اور مخصوص ہے، کیونکہ عرفہ کا دن نو تاریخ کے ساتھ خاص ہے جو حج سے متعلق ہے، چنانچہ روزہ اسی دن کے ساتھ خاص ہے۔

یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اہل لغت نے عمومی عالمی قمری تاریخ کے اعتبار سے اس دن کی تاریخ کی تعمیم نہیں کی ہے، بلکہ حج کے لئے ثابت رؤیت کی بنا پر اس دن کی تعیین اور تخصیص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہے، جس کے اندر مکہ اور حوالی مکہ کا اعتبار ہوتا ہے، اور یہ تعیین ہر اس عمل کی تعیین و تخصیص کے بیان کے لئے کافی ہے جو اس دن سے متعلق ہے ۔

لہذا یہ کہنا کہ اہل لغت نے عرفہ کے دن کو پوری دنیا میں متعدد اور مختلف رؤیت کے اعتبار سے عام اور متعدد مانا ہے بعید از عقل اور خلاف واقع ہے۔

۱۲ — نہایت ہی دیدہ دلیری کے ساتھ اور الفاظ و جمل کے مدلول سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ: "یوم عرفہ میں "یوم" کا لفظ زمان پر اطلاق ہوتا ہے یعنی یہ زمانہ ہے اس لئے "یوم عرفہ "سے ہر گز ہر گز میدان عرفات مراد نہیں ہو گا بلکہ کوئی زمانہ ہی مراد ہو گا اور وہ ہے ذوالحجہ کی نویں تاریخ "۔

کتنی کمزور بات ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ یوم عرفہ ایک خاص دن ہے جو حج اور مکہ سے متعلق ہے اس کو عمومی تعریف میں استعمال کر کے ایک متعین دن کو زمان و مکان کی گتھیوں میں الجھایا جا رہا ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ جب "یوم" کی نسبت یوم خاص کی طرف ہو گئی تو پھر اس کی عمومیت کیسے باقی رہ سکتی ہے؟۔

اور "یوم عرفہ سے ہر گز ہر گز میدان عرفات مراد نہیں ہو گا" کہہ کر آخر کیا ثابت کیا جا رہا ہے؟ کیا کوئی شخص "یوم" سے مکان یا جگہ بھی مراد لیتا ہے؟ اس قسم کی باتیں کر کے عوام کے ذہن میں مسئلہ کو خلط مبحث کر کے غلط مفہوم ڈالنے کی ناروا کوشش ہے۔ یہاں کسی نے "یوم" سے جگہ ہر گز ہر گز مراد نہیں لیا ہے، بلکہ اس "یوم" کا تعلق ایک خاص رکن سے ہے جو ایک خاص وقت پر اور خاص جگہ پر انجام دیا جاتا ہے، جس سے کچھ خاص داخلی اور خارجی امور متعلق ہیں، جن میں سے ایک اس خاص دن کا روزہ بھی ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ کسی نے "یوم" سے خاص جگہ مراد لیا ہے محض اتہام ہے، ہاں اس وقت کا تعلق ضرور باضرور کسی خاص عمل اور اس عمل کا تعلق کسی خاص مکان اور جگہ سے ہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکے علاوہ بھی غیر ضروری اشکالات وتوجیہات اور محاکمات پیش کی جاتی ہیں جو نا قابل اعتناء اور عقل وذہن کی پیداوار ہیں ۔

یاد رکھیں کہ کوئی بھی عمل توحید کے بعد اتباع سنت پر ہی منحصر ہے ۔

اللہ رب العزت ہمیں حق وصواب کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه وسلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عرفہ کا روزہ

احکام وفضائل اور بعض شبہات کا ازالہ

تالیف

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

مترجم: اسلامی دعوۃ سینٹر یدمہ، نجران، سعودی عرب

سابق باحث: امام ابن باز اسلامک اسٹڈیز سینٹر انڈیا وسابق مدرس: جامعۃ الامام ابن تیمیہ

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ